دلگداز

نمبر ۱ بابت ماہ [illegible] ۱۸۸۸ء جلد ۲

جسکو

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز" نے

قومی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع کیا

BooKs! BOOK S!! BooKs!!!
کتابون کا ایک نہایت مفید کارخانہ
اے ملک کے شایق نوجوانو اور علم دوست لوگو۔ آپ کی
ضرورتین اور خواہشین دیکھکر مین نے کتابون کا ایک
وسیع کارخانہ کھول دیا۔ ویلیو پے ایبل کے ذریعے سے
آپ کو میرے معاملات کا تجربہ ہو گیا ہوگا۔ مین عرصہ
سے دیکھ رہا ہون کہ اکثر شایقین کتابون کے خواستگار
ہوتے ہین اور مدت کے انتظار کے بعد یا مایوس ہوتے
ہین اور یا بڑا بھاری نقصان اُٹھا کے ناکامیاب ہوتے
ہین۔ اور خدا جانے ایک ایک کتاب کے لیے انہین کہان
کہان اور کس کس گمنام شخص سے خط و کتابت کرنا پڑتی
ہے۔ لکھنؤ مین اس قسم کے کارخانے کی سب سے زیادہ
ضرورت تھی کیونکہ شہر بہت زیادہ ترقی کے ساتھ کتابیں
چھاپ رہا ہے۔ تاجرون سے بھی معاملہ ہوسکے گا۔
عام طور پر مال ویلیو پے ایبل بھیجا جائے گا۔ ہان پچاس
روپیے سے زیادہ کا مال چاہنے والون کو نصف قیمت
پیشگی درخواست کے ساتھ بھیجنا ہوگی۔
سوا اُن خاص قسم کی کتابون کے جن کی قیمت بحساب جدا
نہین مقرر کی گئی ہے اور تمام کتابین ایک مہینے کے
اندر واپس بھی کی جاسکین گے۔
المشتہر۔ شیخ احمد علی کاتب۔ لکھنؤ۔ کٹرہ بزن بیگ خان

بوے وفا

سرگروہ عشاق حضرت قیس عامری کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ صحراے لق و دق مین یک
دان کے تو دون بیٹھے معشوقۂ دلربا لیلےٰ کو یاد کر رہے تھے کہ دو مسافر ادھر ہی گذرے
انکی پریشان صورت دیکھ کے ایک نے دوسرے سے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟" دوسرے
حیرت سے جواب دیا "تم اسے نہین جانتے! یہ لیلےٰ کا عاشق دلدادہ قیس ہے -
اسکے عشق کی آج دنیا مین دھوم مچی ہوئی ہے" یہ سنکے اس شخص نے میان مجنون کو
غور سے دیکھا - دیکھتے دیکھتے اسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور اپنے ساتھی کی
طرف دیکھ کے کہنے لگا "افسوس اسکی معشوقہ لیلےٰ نے اسی کے عشق مین گھٹتے گھٹتے
اور نازک دل پر کوفت اٹھاتے اٹھاتے کل جان دیدی - کیا سچا عشق تھا" وہ دونون
تو انکی عشق بازی پر ہمدردی کرتے ہوے چلے گئے - مگر لیلےٰ کی خبر مرگ نے ان پر جو اثر کیا ہو
اس کا اندازہ کرنا ہماری طبیعتون اور ہمارے خیالات کے پیمانے سے کہین زیادہ ہے - تھوڑی
کچھ دیر تک تو انھون نے اپنے جنون زدہ لبون کا انتہائی جوش دکھا کے نالہ کشی کی - اسی دور جوش
مین کشش عشق نے رخ نجد کی طرف پھیر دیا - اٹھے اور ہانپتے ہوے اور موت کی ہچکیان
لینے والی تمناؤن کو بڑی کوششون سے دل مین دبائے ہوے قبیلۂ بنو عامر کی طرف روانہ ہوا
پہونچکے لوگون سے پوچھا "قبر لیلےٰ کہان ہے؟" مگر کون بتا سکتا تھا - جو ایک شکستہ دل کا نشان
پتہ دیکر اون پہ سے وہ [illegible] - آخر شوق نے قبرستان پر پہونچایا - قیس نے ہر ہر قبر کی مٹی
اٹھا اٹھا کے سونگھنا شروع کی - یہان تک کہ ایک قبر پر پہونچا جس پر ایک ہی رات کے
باسی خوشگفتہ پھولون کی مرجھائی صورت دیکھ کے بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے
پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے — حسرت ان غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

پر افسردگی کا اثر ڈالتی تھی اور یہ گویا چاہتے نہ تھے کہ مُرجھائین مگر زبردستی پژمردہ ہوئے جاتے تھے - قیس نے اُس قبر کی مٹی بھی حسب معمول اُٹھا کی سونگھی اور یہ شعر پڑھا

یُریدون یخفوا قبرہا عن حبیبہا وطیب تراب القبر دلّ علی القبر

(یعنی لوگ چاہتے ہین کہ اُسکی قبر کو اُس کے عاشق سے پوشیدہ رکھین حالانکہ قبر کی مٹی کی بو بھی قبر کو بتا رہی ہے) مجنون نے یہ شعر بار بار پڑھنا شروع کیا - اور حسرت و یاس بیتابی - غرض وفور عشق کے کل نمونے اسی شعر کے پڑھنے مین اس حد تک دکھائے کہ پڑھتے پڑھتے دہم سے گر پڑا دیکھا تو بیجان تھا -

یہ کسنے جان دی ؟ اُس شخص نے جو دنیاے عشق کا مسلم الثبوت بادشاہ تھا - اور جس کا نام تیمناً و تبرکاً حسن و عشق اور ناز و نیاز کی دنیا مین ہمیشہ لیا جاے گا - کس نے جان لی ؟ اسی ایک عربی شعر نے - اس شعر مین کیا سمیت تھی کہ بیچارہ نے یون حسرت و یاس کے عالم مین جان دی ؟ اُس قبر کی مٹی مین ایک طرح کی بو آتی تھی - اُسی بو کا اس شعر مین تذکرہ تھا - وہ بو کس قسم کی تھی ؟ یہ تو نہین معلوم کہ کس قسم کی بو تھی - مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ اسی بو کو لوگ بوے وفا کہتے ہین -

اے بیوفاؤن کے ستائے ہوؤ! تمھارا دماغ تو بوے وفا سے کاہے کو آشنا ہوگا - تمھاری زندگی اور تمھارا شوق روز روز کی وعدہ خلافیون سے دونون خاک مین مل گئے اور ملتے جاتے ہین - تم کیا جانو کہ وفا کیسی ہوتی ہے اور اُسمین کیا حظ ہوتا ہے ہان اتنا پتا دے سکتے ہین کہ جس چیز کی تمھین تمنا ہے اور جسکے تم آرزومند ہو وہ بوے وفا ہی ہے - ہان اُس صحبت مین جہان ستمکش عشاق اور دلدادگان روے جانان بیٹھے اپنی بے تابیان اور یار کی بیوفائیان بتا رہے ہین - وہان البتہ اس بو کا پتا لگ سکتا ہے -

موسم بہار مین نوشگفتہ پھولون پر عجب عالم ہوتا ہے مگر بوے گل کی بیوفائیان صاف بتاتی ہین کہ ان پھولون سے کسی کو کچھ امید نہ رکھنا چاہیے - قدردان اور جوش جنون والے لطف اُٹھانے کے واسطے دور دور سے آکے صحن گلشن مین جمع ہوتے ہین - اور یہ بیوفا خوشبو خدا جانے کہان ماری ماری پھرتی ہے - اور کیا خبر کہ کس کی جستجو مین ہجران نصیبون کے حواس کی طرح کدہر اُڑ جاتی ہے - ہان بوے وفا کا پتا کچھ اُن پھولون سے البتہ چلتا ہے جو کسی کے گلے مین پڑے پڑے اور کسی کی کروٹون مین کچلتے کچلتے صبح تک مرجھا گئے ہین اور ایک

بھینی بھینی خوشبو دے رہے ہین جو اس نزاکت پر یہ ستم اُٹھا کے باقی رہگئی ہے اور جن
حسن و شگفتی کی یادگار ہے جسنے کل اُن پھولون کو کسی بیوفا کے گلے کا ہار بنا دیا تھا۔
بوے وفا ہر اُس مقام پر آجاتی ہے جہان کسی نے بےبسی کے ساتھ مشق ناز کے صدمے
اٹھا کے جان ویدی ہو۔ دامن شمع مین صبح کے وقت دیکھوگے تو پروانون کا ایک گنج شہیدان
نظر آئے گا۔ ایک طرف ان بے زبان و بےبس عشاق کی لاشین نظر آمین گی اور دوسری طرف
اُس مظلوم رونے والی کے منجمد آنسو دکھائی دین گے جس نے رات بھر روتے روتے صبح کو
ہچکیان لے لے کے جان دی۔

بحس دماغ اس موقع پر سوا ایک جلی ہوئی بو اور ایک چربی کی چراہند کے کوئی بات نہ پائین گے
مگر جس کے دل و دماغ مین خدا نے اثر پذیر ہونے کا مادہ دیا ہے اُس کا ذوق سلیم صاف سمجھ
جائے گا ان چیزون سے بوے وفا آتی ہے - ایک طرف وہ وفادار ہین جنھون نے جل جلکے
جان دی اور دوسری طرف وہ وفادار ہے جس نے روتے روتے موت کی ہچکیان لین
اور دم توڑ دیا۔

ہر وہ چیز جو کسی کے تغافل سے مٹ گئی ہو اگر غور سے دیکھیے گا تو اُسمین بوے وفا ضرور آئیگی
بوے وفا کچھ قبر لیلےٰ اور قمیص یوسف ہی پر تمام نہین ہوگئی۔ ہم ہر حالت مین بوے وفا کا
کوئی نہ کوئی نمونہ پا جاتے ہین۔

دیکھو یہ قبرستان جنمین اگلے آرام سے سو رہے ہین اِنمین ایک سناٹا چھایا ہوا ہے۔
شہر خموشان کا یہ سکوت یہان والون کی اُس وفاداری کا نشان دے رہا ہے جس نے انھین
مجبور کر دیا تھا کہ اپنے دوستون اور احباب کے ساتھ بہت کچھ کر کے اُن پر قربان ہو جائین
ہاے ہماری ناقدری ہمارے دماغ تک نہین پہونچنے دیتی ورنہ ان کی خاک مین وہی
بو آرہی ہے جو قبر لیلےٰ سے آئی اور مجنون پر اثر کر گئی۔

یہ ٹوٹے پھوٹے مکان اور بخصوص یہ گرنے کے قریب پہونچی ہوئی مسجدین بوے وفا کا اور
بھی زیادہ ثبوت دے رہی ہین۔ جنھون نے تعمیر کیا تھا کچھ دلون انھین آباد رکھ کے
نذر اجل ہوگئے۔ جنکے لیے بنائی گئین زمانے نے اُنھین اُن سے بہت پہلے مٹا دیا۔ ہان
یہ ہین کہ اُنکے نام کے ساتھ ایک وفاداری کا عہد باندھ کے آج تک اپنے آپ کو دست برد
زمانہ سے بچا رہی ہین۔ مٹتے مٹتے سنبھل جاتی ہین۔ اور گرتے گرتے رُک جاتی ہین۔

زمانہ کی تغیر پسند طبیعت مین کچھ ایسی بیوفائی ہے کہ وفادارون کے ساتھ یہ ہمیشہ دشمنی ہی کرتا رہا۔ اُن لوگون کا یہ ہرگز دوست نہین جو گھڑی بھر کے لیے بھی کوئی وفاداری کا پہلو دکھا دیتے ہین۔ یہ اندہیری رات کے تارے جو صرف چار پہر تک منتظران یار کا ساتھ دیدیا کرتے ہین اُن کے ساتھ پچھلے کو جو سلوک یہ کرتا ہے اُسکا حال سبھی جانتے ہین۔ بلاکشان ہجران کے اِن وفادار دوستون کی کچھ ایسی بن جاتی ہے کہ صورتین اُتر جاتی ہین۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈباتے ہین۔ آفتاب ان کی ہمدردی کے لیے سحر کا گریبان چاک کرتا ہوا آتا ہے مگر زمانہ خدا جانے کہان چھپا دیتا ہے کہ انہین نہین پاتا۔ اصل پوچھیے تو ان پیارے پیارے جگمگاتے ہوئے تارون سے ایک بوے وفا آتی ہے جو کسی وعدہ فراموش کے تازہ عہد کے دہوکے مین آجانے والون کی رات بھر دلدہی کرتی رہتی ہے۔

زمانہ چاہے دشمن ہو یا دوست بوے وفا ایک ایسی چیز ہے جو کسی حال اور کسی موقع پر سو مزہ ہی دیجاتی ہے۔ جس مقام پر بوے دفا کا کوئی موثر نمونہ نظر آئے گا وہان آپ دیکھینگے کہ کسی خستہ جگر کے دل کو تسلی بھی ہوگئی۔ دورافتادگان وطن گھربار یار آشنا۔ عزیز و اقارب سے جدا پڑے ہین۔ جنھین تملکن نے کسی مہیب قلہ کوہ مین یا شکستہ بنا کے بٹھا دیا ہے اگر ان کے خیالات کا اندازہ کیجیے تو معلوم ہوجائے کہ بوے وفا ان پر کیا اثر کررہی ہے اور کیا اثر کرگئی۔

وہ صحرا نورد جو دوری وطن کے غم مین ہمت ہار دیتا ہے۔ وہ آبلہ جو کوے یار تک نہ پہونچ سکنے کے صدمے سے جان دیے دیتا ہے۔ وہ حرمان نصیب جو دشت فرقت کی باد سموم کے جھوکون سے پژمردہ ہوا جاتا ہے۔ یہ سب کے سب جب کسی مقام پر ستانے کو لیے بیٹھین گے تو تنہائی کے عالم مین ان کی نظر چارون طرف ڈھونڈہتی پھرے گی کہ دیکھین اس حسرت نصیبی کے مقام تک کون کون ہمارا ساتھ دے سکا۔ ان کی بدقسمت نظر کسی کو نہ پائے گی اور آخر ایک مایوسی کے ساتھ خود انھین کے اُس پرحسرت دل کی طرف رجوع کرے گی جو دوستون اور بیوفاؤن کی ایک اُجڑی ہوئی منزل ہے۔ وہان انھین دوچار ایسے دوست اور ہمدم مل جائین گے جو ان کی بیکسی کے مونس اور صحرانوردی کے رفیق ہین۔ یہ خوش ہو کے اُن کی طرف زیادہ توجہ کرین گے۔ اور بوے وفا ان کے دماغ کو اسدرجہ محو کردے گی کہ ایک بیخودی کے لہجے مین بیتاب ہو ہو کے کہنے لگین گے

"اے میری حسرت تو بڑے کام کی نکلی - اے وحشت دل تونے خوب ساتھ دیا -
اے خیال وطن اس تنہائی اور بلاکشی کے مقام پر نباہنا تیرا ہی کام تھا - اور اے
یاد جانان وہ خود تو بیوفا ہین مگر تو بڑی وفادار نکلی کہ یہان تک ساتھ ہے - تمھین سچی ہمدرد
نکلے - ہاے تم سے بوے وفا آتی ہے "

حسن و عشق کی دنیا مین اس بو کی بہت زیادہ ضرورت ہے - ہر دلدادہ اور ہر حسرت زدہ
کو یہی تمنا ہے کہ جسے چاہتے ہین اُسمین بوے وفا آتی ہو - مگر خدا جانے قدرت کو یہ کیا بھلا معلوم
ہوا کہ یہ دلفریب اور خوش آیند بو اکثر اُسی مین نہین ہوتی جس کی صورت سے کسی دل کو
لگاؤ ہو جاتا ہے - وہ زمانہ شاید اگلون ہی کے ساتھ تمام ہو گیا جب سیمتنون کی دلربا ادا اون
سے بوے وفا آتی تھی - اب تو وعدہ خلافیان ادا اور مشق ستم ناز سمجھے جاتے ہین - اس
بو کی جستجو مین نکل جانے والون کا گروہ بالکل منتشر اور پریشان نظر آئے گا - وہ جو دشت وحشت
مین خاک اُڑاتے پھرتے ہین اسی بو کی تلاش مین ہین - وہ گم گشتہ راہ جنھین غول بیابان
بہکاتا پھرتا ہے اسی بو کو ڈھونڈھنے نکلے ہین -
وہ خراب و خستہ جنھین سراب دھوکھے دے رہا ہے اسی بوے وفا کے شوق مین قدم بڑھائے
چلے جاتے ہین -

اے ریگ بیابان کیا کسی مین بوے وفا آتی ہے جو تو اس طرح خاک اُڑاتی دوڑی جاتی
ہی ؟ اے دشت وحشت کے بگولو کیا کہین بوے وفا کا نشان لگا ہے جو یون بے سر و پا
جا رہے ہو ؟ دنیا مین جو چیز ڈھونڈھے نہین ملتی وہ بوے وفا ہے - بوے وفا ایک ایسی
چیز ہے کہ ہر شخص اس کا متمنی ہے - اور ہر دل مین اسکی آرزو ہے - ہزارون اسی
دلفریب بو کے تجسس مین پھرتے پھرتے خاک مین مل گئے اور ہزارون ڈھونڈھ رہے ہین
اے اہل اسلام تمھاری بڑی بد قسمتی ہے کہ یہ بو جو کامیابی اور سچی مسرت کا سمان
آنکھون سے دکھا دیتی ہے تمھین مل سکتی ہے اور تم نہین متوجہ ہوتے - مل سکنا کیسا تمھارے
پاس ہے مگر تم جب غور کر کے تلاش کرو جب تو ملے - ویران باغ اسلام جو تمھاری شکستہ
حالیون کے ساتھ خود بھی جو زمانہ سہ سہ کے تمھارا ساتھ دے رہا ہے اگر دیکھو گے تو
اس کی ہر مرجھائی اور پژمردہ پنکھڑی مین بوے وفا آئے گی - اگر اُس حسرت نصیب
مسافر نے اپنی بیکسی کو اپنا مونس پایا تھا اور اُسمین بوے وفا آتی تھی تو تمھارے لیے

تمھارا غربت زدہ اسلام ویسا ہی مونس ہے اور اُسی بوے وفا کو ظاہر کرتا ہے جو اُس مسافر کی بیکسی مین آئی تھی۔ خود تمھارا اسلام تمھاری بیکسی ہے۔
یہ منہدم در و دیوار۔ یہ شکستہ اور گرے پڑے قدیم آثار۔ یہ گرتی ہوئی عالیشان مسجدین۔ یہ خاک مین ملتی ہوئی سر بفلک عمارتین۔ اگر ان کی سیر کروگے اور غور سے دیکھوگے تو ان کی ہر ہر گری پڑی اینٹ سے بوے وفا آئے گی۔ کاش یہ بو ہمارے دماغ مین پہونچتی اور ہم مجبور ہو کے متوجہ ہوجاتے کہ انھین پھر آباد کر کے اُس وفاداری کا معاوضہ کرین جو ان اسلامی یادگارون نے ہمارا ساتھ دینے مین دکھائی ہے۔

دشت وحشت

اے ستم کشان زمانہ کہان ہو؟ وہ زندہ دلی کی محفلین جنھین تمھارے دم سے ہر وقت رونق رہا کرتی تھی سُست پڑی ہین۔ تمھارے دوست جنکی بامذاق طبیعتون پر تمھارے پھڑکتے ہوے جملے تازیانے کا کام دیا کرتے تھے نہایت افسردہ ہوگئے ہین۔ ہاے صرف وہ آنکھون کے سامنے پھرنے والی محفلین ہی نہین دنیا کی تمام آبادی تم سے خالی نظر آتی ہے۔ تمھارے سر پر یہ کیسا جنون سوار ہوا اور تمھارے دلون مین یہ کس قسم کا جوش پیدا ہوا کہ تمام دوستان وطن اور یاران انجمن کا ساتھ چھوڑ کے تم غائب ہوگئے۔ ہاے کدھر نکل گئے۔ تمھارا خیال جب دل مین آجاتا ہے ان آنکھون سے تھوڑی بہت دیر تک تمھین ضرور ڈھونڈ والیتا ہے۔ تمھارا پتا لگانے والے اور تمھاری جستجو مین بھٹکنے والے تھک گئے مگر تم نہ ملے۔ کس ساعت تم نے وطن سے قدم نکالا تھا کہ تمھاری صحبتون کا مزہ اُٹھائے ہوے یاد کرتے کرتے تھک گئے اور تمھین آنا نصیب ہوا۔ سچ بتاؤ کبھی وہ لوگ بھی تمھین یاد آتے ہین جنکو بے تمھارے بزم عشرت درہم و برہم معلوم ہوتی ہے؟ آبادی سے کیا تمھین بالکل نفرت ہوگئی؟ دشت وحشت کا سمان تمھین کیا ایسا بھا گیا کہ وہین کے ہو رہے؟
اے دشت وحشت! اور اے صحراے بلا! تیری کششین ہمین ہمیشہ صدمہ پہونچایا کین۔ تجھ مین کیا ہے کہ جنون آوارگان ہجران تجھ پر ایسے فریفتہ ہو جایا کرتے ہین؟ اس نہونے پر تو یہ آفت ہے۔ کیا ہوتا اگر تجھ مین کوئی دلچسپی کی چیز ہوتی۔ تیری خاک مین

ہمارے بہت سے دوست چھپے ہوے ہین۔ تیرے بگولون کو آج بھی ہم اِس شوق سے دیکھا کرتے ہین کہ ان مین کوئی ہمارا آشنا نہ نکل آئے۔ چونکہ ہم تجھ سے آشنا نہین اسلیے تو بھی ہمین نہ جانتا ہوگا مگر وہ آوارہ گرد جنھین اپنے وسیع دامن مین تو نے سراب کے دھوکے دے دیکے یا شکستہ کردیا ہوگا اور تھکا کے بٹھا دیا ہوگا انہون نے بیتابی در بے لبی کے لہجے مین بارہا ہمین پکارا ہوگا اور تجھے ہمارا نام یاد دلا دیا ہوگا۔ جن بیکسون کی تو نے جان لی ہے اُنہین اکثر ہمارے آشنا نکلین گے۔ ہم آباد دنیا سے آتے ہین اور وہان کے رہنے والے ہین کہ جو تجھ مین آیا ہوگا اور تیرے پھندے مین پڑا ہوگا وہین سے آیا تھا اور وہین کا رہنے والا تھا۔ ہمین تیرا شوق نہین لایا ہے بلکہ ہم اپنے گذشتہ احباب کو ڈھونڈھنے آئے ہین۔

ہاے کسی کا پتا نہین۔ خدا جانے کدھر نکل گئے۔ اور کہان ہو رہے۔ اے خانمان برباد مسافرو یہ دشت وحشت تمھین دھوکا دیکے کہان پہونچا دیتا ہے کہ پھر ہمین تمھاری صورت نہین نظر آتی۔ یا تو دامن صحرا ہی مین کوئی ایسی دلچسپیان ہین جو تمھارا دل لبھالیا کرتی ہین یا ہماری با مذاق صحبتون سے تم کچھ ایسے بدمزہ ہوکے گئے ہو کہ پھر آنے کو جی نہین چاہتا۔ کوئی بات ضرور ہے۔ یاران انجمن کو داغ دے کے یکبیک غائب ہو جانا بیوجہ نہین۔ تمھاری انجمنین اور تمھاری محفلین بے تمھارے سست اور افسردہ پڑی ہین۔ جن مکانون مین تمھاری نشست رہا کرتی تھی اور جن مقامات پر تم جاجا کے ٹھہرا کرتے تھے تمھارے یاد کرنے والے آج تک وہان جاکے رو لیا کرتے ہین۔ کوئی ایسا بھی نہین ملتا جو تمھاری خبر بتائے۔ ہاے یہ بھی نہین معلوم کہ تم زندہ ہو یا اِس دنیا سے گذر گئے۔ ریگ روان کے ساتھ دوڑتے دوڑتے کیا تم بھی اُسی مین مل گئے؟

واقعی اگر قضا کوئی حکمی اثر رکھتی ہے اور موت کسی نہ کسی وقت ضرور انسان کا کام تمام کردیا کرتی ہے تو دشت وحشت کے چکر کہاتے ہوئے بگولون اور چارون طرف تھپیڑے دینے والی باد صرصر کے جھونکون مین خدا جانے کس کس جسم کے ذرے خاک اُڑاتے پھرتے ہون گے۔ عالم عناصر کا نظام باندھنے والے فلسفیون نے یہ نہایت سچا خیال ظاہر کیا ہے کہ کرۂ زمین کی کل جاندار مخلوق خاک سے پیدا ہوئی ہے اور امتداد عمر کا زمانہ پورا کرکے پھر خاک مین مل جاتی ہے۔ قائلین تناسخ نے بننے اور بگڑنے کا ایک تسلسل قائم کرکے

اس مسئلہ مین ایک اور جدّت پیدا کر دی ہے - مذہب والے اگرچہ تناسخ کے قائل نہین ہین مگر ایک حد تک اس بات کو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ دنیاوی مخلوق خاک سے پیدا ہوتی ہے اور خاک مین مل جاتی ہے - اُن کا بھی یہ قول دلچسپی سے خالی نہین کہ عرصۂ حشر مین اپنی دائمی زندگی کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے جب لوگ اُٹھائے جائینگے اُسوقت ایک ایک قبر سے خدا جانے کتنے کتنے اُٹھین گے - اے آوارہ گردان دشت بلا واقعی وہ عجیب وقت ہوگا جب اسرافیل صور پھونکین گے اور تم جس کام کو ادھورا چھوڑ کے دنیا سے چلے گئے تھے پھر اُسی کام مین مشغول ہو جاؤگے -

اے دشت وحشت تو عجب جوش پیدا کرنے والا مقام ہے - جو تجھ مین گیا اور جو تیری طرف سے آیا دونون کی طبیعتون مین قیامت کا جوش تھا - تیری بساطت اور تیری سادگی کی حالت کچھ ایسے جذبات دل مین پیدا کرتی ہے کہ اُن کو مٹتے مٹتے بھی برسون ہو جاتے ہین - تیرا پیدا کیا ہوا جوش جن رگون مین ہے وہ کبھی نہ نکلے گا - آباد اور پُر تکلف دنیا اگر اُسکو مٹانا بھی چاہتی ہے تو نسلین پلٹ کے اور زمانے کے صدہا ورق الٹ کے کامیاب ہوتی ہے -

عرب کے ریگستان اور صحرا جو کبھی مہذب دنیا مین استعجاب اور حیرت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اُنھون نے جس قوم کے دل مین جوش پیدا کر کے بھیجا اُس کا جوش گو اب مٹ گیا مگر دنیا ہی جانتی ہوگی کہ کن مشکلون سے وہ ان پرجوش دلون کے ٹھنڈا کرنے پر کامیاب ہوئی ہے - کل متکبر اور اپنی تہذیب و ترقی کرنے والی زمین نے اپنی ساری تیرہا قرن کی کمائی اسی قوم کے آگے ہدیۃً رکھدی تھی جسکو صحراے عرب نے پرجوش بنا کے اقطار عالم مین روانہ کیا تھا - ساری دنیا مین اُسی قوم کی اولوالعزمیون اور بلند پروازیون سے ایک روشنی پھیل گئی تھی - جس کی بجھی ہوئی مشعلین اور گل شدہ شمعین جا بجا اب بھی پڑی نظر آ جاتی ہین - سواحل ملیبار و چین - اطراف افریقہ جزائر بحر روم - اور عموماً مصر و عراق و عجم مین یہ شمعین اور مشعلین بکثرت نظر آئین گی تم جہان جہان دیکھو گے کہ مسجدین ڈہئی پڑی ہین - عمارتین خاک مین مل رہی ہین - بڑے بڑے قلعے مسمار ہو رہے ہین یقین کر لو کہ یہ اُنھین پرجوش صحرا نشینان عرب کی یادگارین ہین -

افسوس صرف اُس قوم کا جوش ہی - دنیا اور پر تکلف سامان جہان نے نہین مٹایا بلکہ اون کا

جوش فرو کرنے کے ساتھ اُن کی یادگارون کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔
اہل عرب کو جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنے کا موقع ہے کہ وہان صحرائی اور سادے منظر عالم کا جوش نہ تھا بلکہ اُن کی طبائع کو اُبھارنے والی وہ الہی پر اثر۔ اور معجز نما خطبات اور کلمات تھے جو نبوت کی زبان سے ظاہر ہوئے اور جنہون نے تمام دنیا کی تہذیبون کو بھی پسپا کر کے دنیا مین ایک نیا نور اور نئی روشنی پھیلا دی۔ ہم تاتاری ریگستانون کی تمہین سیر کرائینگے اور تم سے تسلیم کرالینگے کہ اس ریگستانی اور بے سبزہ زمین مین کوئی پیغمبر نہین مبعوث ہوا اور نہ کبھی کوئی مذہب قائم ہوا جس نے کچھ دنون زمانے کا ساتھ دیا ہو مگر تاتاری ترکون کے دلون مین بھی زمانے نے کچھ ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ جس وقت حدود ترکستان سے انہون نے قدم نکالا اسوقت نہ کسی سلطنت سے بن پڑا کہ ان کے جوش کو روک سکے۔ اور کسی مذہب سے ہو سکا کہ اُن کو روک دے۔ وہ اپنے پر جوش اور پر حوصلہ دلون کے ساتھ بڑہے۔ اور برابر بڑہتے چلے گئے۔ جس نے اطاعت کی اچھا رہا۔ اور جس نے مزاحمت کرنا چاہی خود مٹ گیا۔
ایشیا کی حدود سے نکل کر ذرا یورپ کی سیر کرو اور قدامت کی طرف متوجہ ہو۔ رومیون کی تہذیب شائستگی۔ علمی ترقی غرض کسی حیثیت سے اُن کی باجاہ وجلال سلطنت مین کوئی عیب لگا سکتا ہے مگر جب ہم پوچھینگے کہ گالیا والون نے اُن کے تخت وتاج کے ساتھ کیا سلوک کیا تو خواہ مخواہ منظور کرنا پڑے گا کہ تمام ترقی وشائستگی اُس جوش کے اُبھرنے سے خاک مین مل گئی جسکو ایک غیر آباد سرزمین نے چند دلون مین پیدا کر دیا تھا۔
زمین کی اصلی حالت اور فطری صورت وہی ہے جو ایک لق ودق صحرا یا دشت وحشت مین پائی جاتی ہے۔ ہماری کاریگریان ہماری صنعتین اس پر اپنی جدت پسندیون کا داغ لگا خدا جانے کس قدر آباد اور کس درجہ پُر تکلف بنا دیتی ہین۔ مگر وہ صنعتین استقلال کے ساتھ قائم نہین رہ سکتین۔ ہماری ہی طرح کبھی وہ بھی فنا ہو جاتی ہین۔ وہ بڑے بڑے مشہور شہر جنہون نے تواریخ کے ہزارون ورق صرف اپنے تذکرون اور حالات کے بیان مین صرف کرا دیے۔ کبھی ان کی جگہ پر ایک وسیع سبزہ زار یا صحرا تھا۔ بابل کا ہنگامہ آج بھی اگلے کارنامون مین ایسی شان وشوکت سے گرم نظر آئے گا جس طرح کہ دو ہزار برس پہلے گرم تھا۔ نینوا کی عظمت اگر صفحہ زمین پر نہین رہی تو نہ سہی مورخین کے دل پر قیامت تک

نقش رہے گی۔ وہ سین بولنے والا نہین ہے جب مدائن کی درو دیوار سے شاہان ایران زمین کا جبروت ظاہر ہوتا تھا۔ ہستناپور کا نام زبان پر آتے ہی اب تک ایک رعب و دبدبے کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر آج دیکھو تو کچھ نہین۔ وہی سمان ہے جوان شہرون کے آباد ہونے سے پہلے انکی جگہہ پر نظر آتا تھا۔ وہ کون سمان تھا؟ وہی جسے تم وشت وحشت اور خدا کی غیر آباد زمین پر دیکھا کرتے ہو۔

دار السلام یا باغ فردوس کے بچھڑے ہوئے عاشق و معشوق آدم و حوا اسی وشت وحشت مین پھرتے پھرتے باہم مل گئے تھے۔ شاید اسی امید کا چہرہ خیالون کو نظر آتا ہے جو آج تک مبتلایان عشق جب وحشت ا چھلتی ہے اور جذبات عشق جوش کرتے ہین گھربار چھوڑ کے سید ہے جنگل کا رخ کرتے ہین۔

وشت وحشت مین اگرچہ آبادی نہین یا دی النظر مین سوا خاک اُڑنے کے کوئی چیز نہین نظر آتی مگر خدا جانے اسکی آب وہوا مین کیا تاثیر ہے کہ دلی جذبات وہان نشو ونما پاکے نہایت ترقی کر جاتے ہین۔ بُت پرستون کے نامور گھرانے کا وہ بے مثل موحّد ابراہیم جب اپنے وفادار حرم اور اپنے دودھ پیتے بچے کو صحرائے حجاز مین ڈال گیا تھا اُسوقت وہان نہ آبادی تھی نہ کسی قسم کے انسانی پر تکلف سامان تھے مگر اُس بچے نے اُس ریگستان مین پرورش پاکے ایسا عمدہ نشو ونما پایا کہ چند روز مین ملک آباد ہوا۔ قبایل نے پہلے فرودگاہ پھر اُس پاک سرزمین کو اپنا وطن بنایا۔ اور اُسی بچے (اسماعیل) کی نسل تھی جو یکایک صحرائی جوشون کے ساتھ بڑہکے قریب قریب کل آباد دنیا کی مالک ہوگئی۔

افسوس عشرت پسندی نے ہماری طبیعتون سے وہ جذبات نکال ڈالے۔ ورنہ ہماری طبیعتون مین جو وہ سادے جذبات پائے جاتے تھے اور جن کی بدولت ایک محنت پسند نسل ہے وہ نہایت قیمتی تھے۔ اے خدا تو ہمارے دلون سے یہ راحت پسندی نکال جو ترقی کے راستے مین ہمیشہ ہمارے پاؤن کی بیڑی ہو جاتی ہے۔

انجمن دار السلام

سب سے زیادہ جو چیز ہمین خوش کرتی ہے وہ ہماری قوم کا جوش ہے۔ الحمد ﷲ کہ ہماری قوم مین جوش ہے۔ جہان تک ہمین تجربہ ہوا ہے ہم دیکھتے ہین کہ مسلمان لوگ انفرادبار

اور اپنی مذلتون کا حال سن کے بیتاب اور بیچین ہو جاتے ہین۔ گذشتہ پرچے مین دارالسلام پر جو مضمون لکہا گیا تھا اُسکو پڑھکے بلا مبالغہ ہمارے بہت سے دردمند دوست تڑپ گئے بہت سے خطوط ہمارے پاس آئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی پبلک مین گویا حرکت ہوگئی واقعی ہماری قوم کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ افسوس ہم اُسکی سچی حالت بہت کم بتا سکتے ہین۔ اگر ہم اپنی قوم کو اُسکی تباہیون کی ہو بہو تصویر دکہا سکتے تو شاید قومی جوش غیرت دلا کے کچھہ ترقی دلا دیتا۔ ضلع گورکھپور سے ہمارے دوست مولوی محمد سعید صاحب اور سندیلہ سے ہمارے کرمفرما منشی قاسم علی صاحب مدرس سرکاری اسکول نے جو خطوط لکھے ہین اُنکا ہر جملہ نشتر کا کام دے رہا ہے۔ کیا کہین کہ دلگداز کے صفحون پر کافی جگہہ نہین ورنہ اُن خطوط کو ہم بجنسہ درج کر دیتے۔ ان دونون صاحبون نے اپنے جوش کو صرف اس تحریر ہی پہ تمام نہین کر دیا بلکہ اپنے اسٹیشن پر ایک قومی انجمن کی بنا ڈالی ہے جو دارالسلام کی متحدہ انجمن ہوگی۔ اور وہان کے مسلمانون مین روز افزون جوش پیدا کرے گی۔

ہم ان حضرات سے اور نیز تمام مسلمانون سے عرض کرتے ہین کہ دارالسلام کی یہ خواہش ہرگز نہین کہ اُسکو بہت سی ماتحت انجمنین مل جائین۔ مگر ہان آپ سے اس امر کی البتہ آرزومند ہے کہ اپنے لیے اور اپنے شہر کے مسلمانون کے لیے کچھہ کیجیے۔ کسی طرح اُس غفلت سے چونکیے جسمین آپ اور آپ کے سب دینی بھائی پڑے ہوے ہین۔ کم سے کم یہ تو ضرور ہو کہ اپنے اپنے شہر مین اپنے بچون کی تعلیم کے لیے ایک عمدہ اور مفید مدرسہ کھول دیجیے۔ اپنے ایک دوست کا یہ جملہ کبھی نہ بھولون گا جو مجھے بار بار یاد آجاتا ہے کہ "اسلام مسلمانونکی مدد کا کبھی اتنا محتاج نہ تھا جتنا آج کل ہے" واقعی بہت محتاج ہے۔ آپ جو انجمنین اپنے ہان قائم کرین اُنکو کسی کا ماتحت نہ سمجھیے۔ سب اسلامی انجمنین آپس مین برابر کا حصہ رکھتی ہین۔ سب مسلمان آپس مین بھائی ہین۔ مگر ہان خط و کتابت کو ترقی دیجیے۔ اور کل انجمنون سے نامہ و پیام کرکے اہم معاملات مین مشورہ لے لیا کیجیے۔ باہمی رشتہ اخوت کو ترقی ہوگی۔ دوستی اور محبت بڑہے گی۔ اتفاق پیدا ہوگا۔ سب مشکلین حل ہو جائین گی۔

ہماری قوم نے بہت ترقی کی تھی۔ اور ترقیون ہی نے پھیلا دیا۔ ہم منتشر ہو کے دور دور پڑ گئے۔ ہمارے بھائی دنیا کے کونون مین بسے ہوئے ہین۔ وہ سب ہمارے بھائی ہین۔ مگر صرف جدا ہونے کی وجہ سے نہ ہمکو اُنکا خیال ہے اور اُنکو ہمارا خیال ہے۔ اگر آج

آپسمین خط وکتابت کرکے قدیم اخوت کو ہم از سر نو مضبوط کردین تو پہر ہماری جماعت مین وہی اتفاق ہو۔ وہی ترقی ہو۔ وہی سامان ہو۔ وہی اولوالعزمیان ہون۔ جتنی خرابیان اسلام مین پیدا ہوگئی ہین اور جسقدر ادبار مسلمانون پر طاری ہوتا جاتا ہے یہ صرف اسیوجہ سے ہے کہ آپسمین اتفاق نہین ہے۔ ایک کو دوسرے کی مصیبت اور بربادیکی خبر نہین ہوتی۔ اگر یہ کہا جاے کہ کسی کو کسی کی پروا نہین تو غلط ہوگا۔ پروا ضرور ہے مگر اُس کا ظہور جب ہی ہوسکتا ہے جب ایک کا حال دوسرے کو معلوم ہو۔ اور معلوم کیونکر ہو یہان رسل و رسائل اور خط وکتابت کا دروازہ بند ہے۔

اسوقت اگر ڈہونڈہیے تو ہزارون مسلمان ایسے مل جائینگے جو کسی کی بیکسی اور مصیبت کا حال سن کے بیتاب ہوجاتے ہین۔ مگر کوئی نہین جو اس قسم کے حالات اُن دردمندون کے کانون تک پہونچادے۔ اگر کوئی غریب فاقہ سے پڑا ہوگا تو مسلمانون مین بہت کم ایسے ہین جو بے اُس کا پیٹ بھرے لقمہ حلق سے آتارین۔ پڑوس مین میت پڑی ہوتی ہے تو جبتک تجہیز وتکفین نہوے محلہ بہر پر کہانا پینا حرام رہتا ہے۔ ہمارے دلون مین اتنا رحم ہے ہمدردی مین ہم اس قدر آمادہ ہین پھر بھی یہ حال کہ ساری قوم تباہ ہوئی جاتی ہے یا اسکا سبب سوا اس کے اور کچہہ نہین کہ کسی کو کسی کی خبر نہین ہوتی۔

یہ تو جزئی معاملات تھے اور ان کے لیے ہمارے سوسائٹیون کو زیادہ اہتمام کی بہی ضرورت نہین۔ مگر اہم معاملات جن سے کسی بہت بڑے حصہ قوم کی قسمت کا فیصلہ ہوجاتا ہے اُن پر غور نکرنا اپنے قومی بیڑے کو اول سے آخر تک تباہ کردیتا ہے۔ اگر اس قسم کے معاملات مین سب اسلامی انجمنین باہمی خط وکتابت سے اپنی قومی پبلک مین جوش پیدا کردیا کرین اور تمام مسلمانون کو اس قابل بنادیا کرین کہ وہ مدد اور اعانت پر آمادہ ہوجائین تو میرے خیال مین ترقی کا سلسلہ نہایت تیزی سے آگے بڑہے۔ اور تمام مشکلون اور آفتون سے بچاکے ہمین کامیابی کی منزل مین نکال لیجائے۔

اسکا ابتدائی سلسلہ یون پڑنا چاہیے کہ کل انجمنین پہلے باہم ایک معاہدہ اس امر کا کرلین کہ کل قومی اہم معاملات مین باہم خط وکتابت رکھین گی۔ اور اسکے بعد وقتاً فوقتاً نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رکھین۔ یہ کام یون شروع ہوسکتا ہے کہ ہندوستان کی کل اسلامی انجمنون کی ایک فہرست چھاپ کے شائع کردی جاے اس فہرست مین انجمن کا

نام - مقام - سکرٹری کا نام یہ تین امور ضرور شائع کیے جائین تاکہ خط وکتابت مین سہولت ہو - شاید عنقریب اس کام کو ہم ہی کرین - مگر یہ شرط ہے کہ پوری واقفیت حاصل ہوجائے - دلگداز الحمدللہ کہ قابل اطمینان شائع ہوتا ہے - جن جن مقامون کے حضرات کو اپنے قرب وجوار مین کسی انجمن کا حال معلوم ہو وہ فوراً لکھ بھیجین - اگر ہمارے کل ناظرین توجہ فرمائین تو شاید اس مہینے مین ہم کل انجمنون کے حالات سے خبردار ہوجائین اور کوئی انجمن ہماری نظر سے پوشیدہ نہ رہے - جس وقت فہرست پوری مکمل ہوجائے گی اُسوقت ہم طبع کراکے دلگداز کے ساتھ شائع کردین گے - اور کل اپنی انجمنون کو موقع دینگے کہ آپسمین خط وکتابت کرکے اپنی اسلامی اخوت کو ترقی دلاوین - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سب کی محبت ہمارے دل مین ہے - اور ہماری محبت سب کے دل مین ہے - صرف اسکی ضرورت ہے کہ کوئی یاد دلانے والا ہو -

---

"المامون"

ہمارے لائق نوعمر پروفیسر مولوی شبلی صاحب کی ایک جدید تصنیف اسوقت ہماری نظر کے سامنے آئی ہے - یہ وہ کتاب ہے جس کے نام سے ہمارے ناظرین آشنا ہونگے - بغداد کے حالات پر جو پہلا مضمون دلگداز مین لکھا گیا تھا وہ اس کتاب ہی سے نقل کرکے لکھا گیا تھا - اصل یہ ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے متن تاریخ کو نہایت غائر نظر سے دیکھا ہے اور اُس مین بصیرت حاصل کرتے کرتے اُس درجہ کو پہونچ گئے ہین کہ شاید تاریخ کے بہت کم نکات ہون گے جو ان کی نظر سے رہجاتے ہون - افسوس اس کتاب پر ریویو کرتے وقت ہم اس درجہ عدیم الفرصت ہین کہ جس قدر غور کرکے قلم اُٹھانا چاہیے اُس کا عشر عشیر غور کرنے کا بھی ہمین موقع نہ ملا - بادی الراے مین کوئی نقص نہین نظر آتا - اصل یہ ہی کہ ہمارے نعمانی فاضل کی تحریر مین محاسن اس قدر بڑھے ہوئے ہین کہ اگر کسی قسم کا نقص ہو بھی تو کوئی ہزار غور کرے مگر نظر وہان تک پہونچ ہی نہین سکتی - نہ شاید مولوی شبلی صاحب کا یہ دعوے ہوگا اور نہ مین تسلیم کرون گا کہ وہ عیوب سے بالکل پاک ہین - مگر ہم مین اور ان مین صرف فرق اسی قدر ہے کہ وہ ہماری غلطیون کو پاجاتے ہین اور ہم اُن کی غلطیون کو نہین پا سکتے -

اس کتاب مین مولوی صاحب نے دولت عباسیہ کے ساتوین خلیفہ مامون ابن ہارون الرشید
کی سوانح عمری لکھی ہین۔ خود مولوی صاحب نے تو مامون کو چھٹا خلیفہ لکھا ہے
مگر ہم ساتوان لکھتے ہین۔ اسلیے کہ ہارون کے بعد پہلے اسکا بڑا بیٹا امین خلیفہ ہوا تھا۔
خاص مامون کی لائف پر قلم اٹھانے سے پہلے ہم اس بارۂ خاص مین مولوی شبلی صاحب
کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اُنھون نے تصانیف کا ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور وعدہ کرتے
ہین کہ عموماً نامور شاہان اسلام کی سوانح عمری لکھہ لکھہ کے پبلک کے سامنے پیش کرتے
رہین گے۔ دین اسلام مین سلطنت کچھہ اہل عرب ہی پر محدود نہین رہی۔ مختلف
خاندان تخت سلطنت تک پہونچے اور جب زمانہ نے اُن کا جوش فرو کردیا گمنامی مین
آگئے۔ مولوی صاحب نے یہ انتخاب کیا ہے اور اسی انتخاب کے موافق تصانیف کا
سلسلہ قائم کرین گے۔ خلفاے راشدین مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ بنوامیہ
مین ولید بن عبد الملک۔ خلفاے عباسیہ مین مامون رشید۔ بنوامیہ اندلس مین
عبد الرحمن ناصر۔ بنوحمدان مین سیف الدولہ۔ سلجوقیہ مین ملک شاہ۔ نوریہ مین
نور الدین محمود زنگی۔ ایوبیہ مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس۔ ایوبیہ اندلس
مین یعقوب بن یوسف۔ ترکان روم مین سلیمان اعظم۔ یہ دس اولو العزم اور نامور بادشاہ
ہین جنکی سوانح عمری لکھنے کا مولوی صاحب وعدہ کرتے ہین۔ اور ان مین پہلی تصنیف
مامون رشید کی لائف ہے جو سب کے پہلے ہمارے ہاتھہ مین آئی ہے۔ اور اسکے
بعد الفاروق یعنے حضرت عمر کی لائف شائع ہوگی۔ یہ بہت بڑا کام مولوی شبلی
صاحب نے اپنے سر لیا ہے۔ خدا اُن کی عمر مین برکت اور حوصلون مین ترقی دے۔
"المامون" کو مولوی صاحب نے دو حصون پر تقسیم کیا ہے پہلے حصہ مین مامون کی ولادت۔
تعلیم۔ ترقی۔ ولی عہدی۔ تخت نشینی۔ اُسکے زمانہ کے فتنے۔ بغاوتین۔ علویین اور دیگر مسلمانون
کی سرکشیان۔ اسلامی فتوحات۔ اور مامون کی موت غرض اسی قسم کی تمام امور کے حالات
نہایت تفصیل اور توضیح کے ساتھہ بیان کیے گئے ہین۔ یہ حصہ ۱۳۰ صفحہ پر تمام ہوگیا ہے
دوسرا حصہ مامون کی اخلاقی حالت۔ ذہانت اور جودت۔ علمی ذوق۔ مزاجی کیفیت۔
طرز معاشرت کا ایک صاف آئینہ ہے۔ اسمین اسکی مختلف صحبتون اور مجلسون کے
نمونے دکھا کے بتادیا گیا ہے کہ مامون کس طبیعت کا آدمی تھا۔ اسی حصہ مین مامون کے

اعتقادات بھی بتائے ہین اور ذہن نشین کر دیا ہے کہ ماموں ایک عجیب آزاد مشرب اور بے تعصب شخص تہا۔ یہ دوسرا حصہ ۱۳۲ صفحہ پر تمام ہوا ہے ۔
اس کتاب مین جس چیز پر مصنف کی محنت اور جانفشانی زیادہ قابل قدر ہے وہ دوسرا حصہ ہے ۔ جیساکہ مولوی شبلی صاحب بھی تحریر کرتے ہین قدیم مورخین اخلاقی حالت طرز معاشرت اور رفتار زندگی کے اصول سے بالکل نہین بحث کرتے تھے ۔ قدما کو ان باتون کا مذاق ہی نہ تہا ۔ یہ امر خاص یوروپین مورخون کا ایجاد کیا ہوا ہے ۔ مولوی صاحب نے اس حصہ مین ماموں کی اخلاق ۔ عادات ۔ مزاج ۔ طرز معاشرت کی دلچسپ تصویرین دکہانا چاہی ہین ۔ گیارہ سو برس پیشتر کے ایک بادشاہ کے اخلاقی حالات اس بسط و توضیح سے دریافت کرلینا مولوی شبلی صاحب ہی کا کام تہا ۔ خدا جانے کس قدر محنت کرکے اور کتنی تاریخون کے ورق الٹ الٹ کے اُنہین کامیابی حاصل ہوئی ہوگی ۔ یہ موتی ہماری قدیم سلسلۂ تواریخ کے ورقون پر بکہرے ہوے تھے مولوی صاحب نے ان کو بڑی جستجو سے ایک ایک کرکے ڈہونڈہا ہے اور ترتیب دیا ہے یہ کل کتاب ۲۰۰ صفحون پر تمام ہوئی ہے ۔ تقطیع ۲۰ × ۲۶ ۔ کاغذ اور چھپائی دونون کے اعتبار سے کتاب نہایت عمدہ ہے ۔ یہ اس قسم کی کتاب ہے جس قسم کی کتابین ہمارے احباب ہمیشہ ڈہونڈہا کرتی ہین ۔ ہم سچ کہتے ہین کہ ہاتہہ آنا کیسا بڑی مشکلون سے زمانہ کوئی ایسی کتاب پیش کرسکتا ہے ۔ جن صاحبون کو خریداری منظور ہو علیگڈہ مین ہمارے محسن قوم جناب آنریبل سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی کی خدمت مین درخواست بہیج کے طلب فرمالین ۔

مسیحاے عالم

ہمارے قدیم دوست جناب مولوی حکیم محمد علیخان صاحب شاہجہان پوری نے فن طب مین یہ ایک نہایت مفید اور بکار آمد کتاب لکہی ہے ۔ ۱۸ × ۲۲ پیمانے کے ۱۳۰ صفحون پر تمام ہوئی ہے ۔ فن طب کے دو حصے ہین ۔ حفظ صحت اور دفع مرض ۔ ہمارے دوست نے اپنی تصنیف مین صرف پہلے حصہ کو لیا ہے ۔ اردو مین حفظ صحت کے متعلق شاید اس پایے کا اور کوئی رسالہ مشکل سے ملے گا ۔
ہندوستان مین یہ مرض عموماً پہیل گیا ہے کہ جب تک مرض مجبور نہ کرے لوگ طبیب کی

طرف رُخ نہین کرتے - حالانکہ انسان کی زندگی کا پہلا فرض ہے کہ مبدا ر فیاض نے صحت سے قیمتی چیز جو مرحمت فرمائی ہے اُسکی نگہداشت کا پورا اہتمام کیا جاے - ہمارے بچے جو کم قوت اور ناتوان ہوتے ہین - ہمارے جوانون مین جو سُستی اور افسردگی پیدا ہوجاتی ہے وہ اسی غفلت کا نتیجہ ہے - حکیم محمد علیخان نے یہ رسالہ لکھ کے اپنے ملک پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے -

اس رسالہ کی تحریر مین ہمارے دوست نے صرف طب یونانی ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ ڈاکٹری سے بھی مدد لی ہے - ستہ ضروریہ جن پر زندگی کا مدار ہے اُن سے نہایت تفصیلی اور بانتیجہ بحث کی ہے - اور ثابت کردیا ہے کہ اگر انسان چاہے تو بہت اچھی طرح توانا و تندرست رہ سکتا ہے -

ہم نہایت خلوص دل سے اپنے دوست کے شکر گذار ہین کہ یہ کتاب لکھ کے اُنھون نے ہمارے ملک پر احسان کیا - مسیحاے عالم کی قیمت ۸/ اور ہر دوئی ملک اودہ کے پتہ سے خود حکیم صاحب موصوف الصدر کے نام درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہے - شائقین چھپائی اور عمدگی مضامین ہر حیثیت سے اس کتاب کو عمدہ اور قابل قدر پائین گے -

---

نظر کرم سے!

دلگداز کی قیمت کے بارے مین بار بار لکھا جاتا ہے مگر بعض احباب کچھ ایسے سرد مہر ہین کہ خیال بھی نہین فرماتے - کیا یہ آپ کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دلگداز کے صفحے جو کسی پُر اثر مضمون کے شائع کرنے کے لیے ہین ان پر تقاضے کے الفاظ لکھ کے کاغذ کا خون کیا جاے؟ شاید یہ آپ کو بھی نہ اچھا معلوم ہوتا ہوگا اور ہم بھی ناپسند کرتے ہین - متوجہ ہو کے اس نوٹ کو پڑھیے اور بقایا مرحمت ہو - ششماہہ رخصت ہوتا ہے - جس قدر جلد ہو سکے قیمت ارسال فرما کے حساب بیباق کیجیے -

خادم قوم - مہتمم دلگداز -

عیسائی - (کسی قدر تامل کرکے) "ہم اسکو بھی منظور کرتے ہین - مگر آپ کو اتنی مہلت دینا ہوگی کہ ہم اِن کو لیکے رملہ تک پہونچ جائین"
عزیز - "بیشک اگر تم دس لاکھ روپیے ادا کردوگے تو تمھین اس قدر مہلت مل جائیگی"
یہ سُن کے وہ عیسائی اپنی فوج مین پلٹ گیا - تھوڑی ہی دیر کے بعد چند مسیحی افسرون نے آکے زرِ فدیہ ادا کردیا اور اپنے قیدیون کو لیکے خوش خوش فوج مین واپس گئے - یوروپین سوارون نے اسی وقت کوچ کیا - اور باطمینان رملہ مین پہونچ گئے -
ان لوگون کے جاچکنے کے بعد مسلمان جاسوسون نے آکے نہایت افسوس سے کہا کہ "قیدیون کا چھوڑ دینا بہت بڑی غلطی ہوئی - کیونکہ خود شاہ رچرڈ قید ہوگیا تھا - اُس کو قید کرکے گویا تم نے پورے طور پر مسیحیون کو زک دیدی تھی - مگر زندگی تمھارے ہاتھ مین آکے نکل گیا" بیشک بڑی غلطی ہوئی - اور ہم سب کو اباجان کے سامنے نادم ہونا پڑے گا"

سولھوان باب

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کچھ دن چڑھا ہوگا کہ ایک سن رسیدہ یوروپین افسر ایک سنگین مکان مین داخل ہوا - یہ مکان نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے - اور اُسکی حالت بتارہی ہے کہ قدیم عمارت ہے - بیچ مین ایک مربع صحن ہے - ادہر اُدہر خوش قطع کمرے ہین - اور سامنے ایک اونچا صدر کا ہال ہے - صدر کے کمرے کی کرسی بہت مرتفع ہے - اور کئی زینے چڑھکے اُسمین داخل ہونا ہوتا ہے - صحن مین چالیس سپاہی وردیان پہنے ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین - یہ شخص جیسے ہی اس مکان مین داخل ہوا سب سپاہیون نے برابر کھڑے ہوکے فوجی قاعدے سے سلام کیا -
افسر - "کوئی آیا تو نہ تھا؟"
ایک سپاہی - "حضور کوئی نہین کسی کی مجال ہے کہ یہان تک آسکے! ہم لوگ شب و روز ہر وقت ننگی تلوارین لیے ٹہلا کرتے ہین - پرندہ تو پر نہین مار سکتا"
افسر آگے بڑھا اور زینون پر چڑھ کے صدر مکان مین داخل ہوا - کراہنے کی آواز کان مین آئی - آواز کی طرف دیکھا تو شاہزادی ورجینا ایک کونے مین دیوار سے تکیہ لگائے

غش مین پڑی ہے - سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑی ہوئی ہے لمبے لمبے بھورے بال شانون پر بکھرے ہوئے ہین اور کاکل پیچان کے نیچے لوہے کی آبدار زنجیر جھلک رہی ہے - آنکھین بند ہین - رخسارون پر مصیبت و حسرت کی زردی چھائی ہوئی ہے - نازک خشک خشک ہونٹھون سے ایک کراہ کی آواز آرہی ہے - اور بیتاب و ناتوان ایک پہلو پر پڑی ہوئی ہے - نہ نیچے کچھ بچھا ہے کہ نرم و نازک بدن کو سنگ خارا کے فرش سے صدمہ نہ پہونچے - نہ کوئی چادر اوپر پڑی ہے کہ مکھیون کے ستانے سے بچے جو خون آلود کرتے پر آآکے بیٹھتی ہین - تمام کرتے پر جا بجا خون اور ریپ کے دھبے پڑے ہوئے ہین - افسر قریب جا کے کچھ دیر تک ساکت کھڑا رہا - یہ حالت دیکھ کے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور دل ہی دل مین اس حسرت ناک حالت پر افسوس کرنے لگا - آخر اُس نے رومال جیب سے نکال کے آنسو پونچھے - اور ذرا اونچی آواز سے پکارنے لگا " شاہزادی صاحب! شاہزادی صاحب! شاہزادی صاحب! " ورجنا نے یہ آواز سن کے آنکھین کھول دین اور حسرت کے ساتھ افسر کی طرف دیکھکے ارادہ کیا کہ کروٹ بدلے مگر زنجیرون مین جکڑے ہونے کے باعث نہ بدل سکی -

افسر " شاہزادی صاحب ــــ "

ورجنا - (ناتوانی کے لہجے مین) " مین شاہزادی نہین ہون - مین لونڈیون سے بدتر ہون - اس لقب سے مجھے نہ یاد کرو "

افسر " مجھے آپ کے حال پر جس قدر ترس آتا ہے زندگی بھر کسی پر نہین آیا - مگر یہ سب مصیبتین آپ نے خود اپنے سر لی ہین - کوئی کیا کرے - بادشاہ کے حکم کے خلاف ہم کر نہین سکتے - اور آپ اپنی ضد سے نہین باز آتین "

ورجنا " اب تو جس خدا پر ایمان لائی ہون اُسی کی راہ مین جان دون گی - اسمین چاہے کیسی ہی تکلیفین ہون "

افسر " اگر دل نہ مانے تو صرف زبانی دین مسیحی کا اقرار کر لیجیے - اس بلا سے تو نجات ملے مجھسے یہ آپ کی تکلیف اور بیکسی دیکھی نہین جاتی "

ورجنا " نہین - مین خدا کو نہ دہوکا دون گی - مجھے ایسی صلاح نہ دو - ہائے افسوس تو یہ ہے کہ میرے پیارے عزیز نے بھی میری خبر نہ لی - ہائے میری مفارقت مین اُس کو

کیونکر صبر آگیا - خیر خدا کی یہی مرضی ہے تو یہی سہی "

افسر " شاہزادی صاحب - آپ نے خدا کے بیٹے کو چھوڑ دیا - یہ آپ پر اُسی کا غضب نازل ہوا ہے - اب بھی اپنے گناہون سے توبہ کیجیے - آپ کو مسلمانون کا دین کیونکر بھلا معلوم ہوا! "

ورجنا " اب تو مین اُس دین مین داخل ہو چکی - محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر مین ایمان لا چکی "

افسر " توبہ کیجیے - ظالم قوم کے سردار کو آپ نبی کہتی ہین! "

ورجنا " مجھے اِن باتون کے سننے کی تاب نہین - تم جس کام کو آئے ہو اُسکو بیان کرو "

افسر " مین شاہی حکم کی تعمیل کو آیا ہون - جو روزانہ سزا آپ کے لیے مقرر کی گئی ہے آج ابھی اُسکی تعمیل نہین ہوئی "

ورجنا " پھر دیر کس بات کی ہے - ہاے اے خدا تو مجھے موت کیون نہین دیتا! تمام زخم پک گئے ہین - روز اُن پر کوڑے پڑتے ہین سب طرح کی تکلیف ہوتی ہے مگر جان نہین نکلتی - مگر ہر حال مین مین شاکر ہون "

افسر ایک طرف گیا اور وہان سے ایک کوڑا اُٹھا لایا - اِس کے بعد اُس نے صحن کی طرف اشارہ کر کے ایک سپاہی کو بُلایا - وہ سپاہی آیا اور ورجنا کو کونے سے اُٹھا کر بیچ مین ڈالدیا -

ورجنا کی نسبت شاہ رچرڈ نے حکم دیا تھا کہ روزانہ پچاس کوڑے لگائے جایا کرین - اور یہ افسر روز اسی وقت اس حکم کی تعمیل کے لیے آیا کرتا تھا - پیاری نازک اندام ورجنا سرنگون لٹائی گئی اور اب اس کی پیٹھ پر کوڑے پڑنا شروع ہوئے - پیٹھ پر کوڑون کے سیکڑون نشان پڑ گئے ہوئے تھے جن مین پیپ بھر آئی تھی اور یہ زخم روز تازے کر دیے جایا کرتے ہین - ورجنا کی پیٹھ سے خون بہنا شروع ہوا مگر ظالم افسر نے اپنا ہاتھ نہ روکا جب تک پورے پچاس کوڑے نہ لگا لیے -

ورجنا نے اس سختی کو نہایت استقلال سے برداشت کیا - اسوقت اُس کے ہونٹھون سے وہ کراہنے کی آواز بھی موقوف ہو گئی جو پہلے آ رہی تھی - جب زیادہ تکلیف ہوتی تھی ورجنا ہونٹھ دانتون کے نیچے دبا کے اور موںھ کو خوب کوشش سے بند کر کے ضبط کرتی تھی -

افسر نے کوڑے لگانے سے فراغت کرکے دیکھا تو ورجنا اپنے ہوش مین نہ تھی۔ زیادہ تکلیف اور صدمے نے اُس پر غشی کی حالت طاری کر دی تھی۔ جُھک کے نبض دیکھی۔ بڑی مشکل سے نبض کا پتہ لگا۔ کیونکہ ورجنا کی امیدون کی طرح وہ بھی ادھر اُدھر چھپتی پھرتی تھی۔

افسر اور اُس سپاہی نے ملکے پھر ورجنا کو اُسی کونے مین لٹا دیا۔ مگر وہ اپنے ہوش مین نہ تھی۔ آنکھین پتھرائی ہوئی تہین۔ نازک نازک رخسارون پر جا بجا صدمے سے کچھ کچھ پسینہ سا آگیا تہا۔ ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہو گئے تھے۔ یہ حالت دیکھکر خود افسر کا دل بھر آیا اور سپاہی کی طرف دیکھ کے کہنے لگا "ہائے یہ ظلم بھی میرے ہی ہاتھون سے ہونا تھا! کیا شاہ رچرڈ کو اس کام کے لیے کوئی اور افسر نہین مل سکتا تھا؟ کمبخت مر بھی نہین جاتی! مجھے کب تک یہ ظالمانہ کام کرنا پڑے گا؟"

سپاہی "حضور۔ آپ کے ساتھ ہم کو بھی یہ ظلم دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم مین اب اسکی بالکل طاقت نہین ہے۔ روز ہم یہ ظلم دیکھتے ہین اور غون کے آنسو دن سے روتے ہین۔ اگر ہمارا زور چلتا تو ہم شاہزادی کو چھوڑ دیتے۔"

افسر "کہین ایسا غضب نکرنا۔ بادشاہ کے مزاج کو جانتے ہو کہ کس قدر سخت واقع ہوا ہے۔ تم سب اور تمہارے ساتھ مین دونون کو قتل ہی کر ڈالے گا۔"

سپاہی "اسی خوف سے تو ہم سے یہ جُرأت نہ ہو سکی۔ ورنہ کیا ہم اب تک درگذر کرتے؟"

افسر "اچھا اب مین جاتا ہون۔ خبردار کوئی یہان آنے نہ پائے۔ بادشاہ کا حکم ہے کہ کوئی یوروپین شخص بھی اس مقام مین نہ گذر سکے۔"

سپاہی اور افسر دونون کمرے سے باہر نکلے۔ سپاہی اپنے ساتھیون مین مل گیا اور افسر اس مکان سے نکل کے باہر چلا۔

یہ یوروپین افسر شہر عکہ کی ایک سڑک پر جا رہا ہے اور دل مین کہتا جاتا ہے "کیا ذلیل کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مین ایک فوجی آدمی ہون میرا کام تہا کہ میدان مین جا کے مسلمانون کا مقابلہ کرتا یہ نہین کہ مظلومون اور بیکسون پر ظلم کیا کرون۔ دیکھیے اس مصیبت سے کس روز نجات ملتی ہے۔ اگر بادشاہ چاہے تو اُسے اس مزاج کے بھی بہت سے افسر مل جاتے

جنکی اس قسم کی ظالمانہ کارروائیون مین دلچسپی ہوتی ہوگی۔ گر مین اس طبیعت کا آدمی نہین ہون ــــ" آواز آئی "ہیلو مسٹر جارج" اس افسر کا نام جارج تھا۔
جارج نے نظر اٹھا کے دیکھا تو ایک اور یوروپین افسر نظر آیا۔ یہ افسر شاہ رچرڈ سے پہلے سرزمین شام مین داخل ہو چکا تھا۔ اور یہان زیادہ رہنے کی وجہ سے کسیقدر عربی بھی بولنے لگا تھا۔ اس کا اصل وطن فرانس تھا۔ اور ایک پیدل فوج مین کپتان کے عہدے پر مامور تھا۔

جارج "کہان سے آتے ہو؟"

شخص "پادری صاحب کے پاس سے آتا ہون۔ آجکل تو ہم لوگ یہان بیکار ہین نہ کچھ کام ہے نہ کاج ہے۔ بیکار ادہر ادہر کی خاک اڑایا کرتے ہین"

جارج "جوزف۔ غنیمت ہے"

جوزف "غنیمت کیا ہمین! ہم سپاہی لوگ ہین۔ لڑنا اور مرنا ہمارا کام ہے۔ بیکار بیٹھنے کو ہم ہرگز غنیمت نہین سمجھ سکتے"

جارج "میرا یہ مطلب نہین ہے۔ مین یہ کہتا ہون کہ خوش ہو یہان عکہ مین کوئی ایسی خدمت تمہاری سپرد نہین کی گئی کہ زندگی سوہان روح ہو جاتی"

جوزف "یہان ایسی کون خدمت ہوسکتی ہے؟"

جارج "میرا کام ایسا واہیات ہے کہ زندگی سے عاجز آگیا ہون"

جوزف "کیا کام تمہارے سپرد ہے؟ مجھے نہین معلوم"

جارج "شاہزادی ورجنا کی سزا دہی میرے سپرد کی گئی ہے۔ روز بلا ناغہ پچاس کوڑے لگانا پڑتے ہین۔ شاہزادی کی بیکسی اور مظلومی دیکھ کے آنکھون مین خون کے آنسو بھر آتے ہین مگر کچھ نہین کرسکتا ہون"

جوزف "ورجنا نے بھی تو بہت بڑا جرم کیا۔ مسلمانون سے مل کے مسلمان ہوگئی!"

جارج "یہ سب مین جانتا ہون مگر اُسکی ایسی نازنین اور صابر عورت کو روز کوڑے لگانا کسی بڑے ہی سنگدل کا کام ہے"

جوزف "اچھا کوئی ایسی ترکیب کرو کہ وہ راہ راست پر آجائے۔ آج اپنا قدیم مذہب اختیار کرلے تو پھر اُس کے لیے وہی راحت اور عشرت کے سامان فراہم ہو جائین"

جارج "یہی ہوتا تو رونا کاہے کا تہا۔ افسوس وہ تو کسی طرح مانتی ہی نہین"
جوزف "ابہی پادری صاحب کے ہان ایک یہان شام کے مسیحی شخص سے ملاقات ہوئی۔ اُسکو دعوے ہے کہ مسلمانون کا چاہے کتنا ہی بڑا عالم شخص ہو اُس سے تسلیم کرادونگا کہ دین عیسوی برحق ہے"
جارج "اور سب تسلیم کرین گے مگر ورجینا نہ تسلیم کرے گی"
جوزف "اُسے لیجاکے بحث تو کراؤ۔ شاید مان جاے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ سیکڑون مسلمان اُس سے بحث کرکے عیسائی ہو گئے۔ اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا لائق شخص ہے"
جارج "تمہین اُس پر بڑا اعتماد ہے۔ ایسا نہو کہ کوئی غیر شخص ہو۔ اور اِدہر اُدہر لوگون سے کہتا پہرے۔ اگر شاہ رچرڈ کو معلوم ہوگیا کہ مین اُسے ورجینا کے پاس لے گیا تہا تو میری جان کا دشمن ہوجاے گا"
جوزف "نہین وہ کسی سے نہ بیان کرے گا۔ سمجہا دیا جاے گا۔ اور اگر اُس نے ورجینا کو قائل کردیا تو خوف کی جگہہ نہین ہے معلوم ہی ہوگا تو بادشاہ تم سے خوش ہوگا"
جارج "مگر مجھے یقین نہین کہ ورجینا مان لے۔ اُس کے مزاج مین بڑی ضد ہے۔ اچہا خیر مین اُس شخص کو لے جاونگا۔ اس وقت مین گہر چلتا ہون تم تہوڑی دیر کے بعد اُسے میرے پاس لے آؤ۔ تکلیف تو ہوگی مگر اس کام مین مسیح تمسے خوش بہی ہونگے"
جوزف "تم چلو۔ مین ابہی لیے آتا ہون۔ اُن صاحب کے دعوے کا بہی حال معلوم ہوجاے گا"
جارج اس کے بعد جوزف سے رخصت ہوا اور سیدہا اپنے مکان پر آیا۔ ورجینا کی بیکسی اور اس کے ساتھ اُس کا ضبط اُس کے دل پر کچہہ ایسا اثر کرگیا تہا کہ گہر مین آنیکے بعد اگرچہ اِدہر اُدہر اپنا دل بہلاتا رہا مگر افسردگی اور غم کے آثار اُسکے چہرے سے ظاہر تہے۔ تہوڑی دیر کے بعد جوزف اُس شخص کو ہمراہ لیے ہوئے آیا جس کا وعدہ کرگیا تہا۔ یہ ایک نوعمر شخص تہا۔ شام کے عیسائیون کی وضع تہی۔ اور عربی اور فرانسیسی دونون زبانون مین نہایت فصاحت سے گفتگو کرتا تہا۔
جارج "آپ کا اسم شریف کیا ہے؟"

شخص ۔" مجھے لوگ یوشع کہتے ہین "
جارج ۔" آپ کا وطن یہین ہے ؟ ملک شام کے کس شہر مین آپ کا مکان ہے ؟"
یوشع ۔ مکان تو طائر مین تھا مگر اب خانمان برباد ہون ۔ مسلمانون نے سب گھر بار لوٹ لیا ۔ میری زندگی مذہبی مناظرہ مین زیادہ گذری ہے ۔ مسلمان لوگ ایک تو یونہین مجھ سے برہم تھے اندنون لڑائی نے اُنھین اور اشتعال دلا دیا ۔ میرا گھر بار سب لوٹ لیا گیا اور مین نے بھاگ کے یہان اپنی جان بچائی "
جوزف ۔" خیر اِن باتون مین افسوس کے سوا کیا حاصل ہے ۔ ہم لوگون کو آپ سے ایک پوشیدہ اور نہایت ضروری کام لینا ہے ۔ آپ کو دعوے ہے کہ آپ ہر شخص کو تسلیم کرا دے سکتے ہین کہ دین مسیحی برحق اور سچا ہے ——"
یوشع ۔" ہان مجھے دعوے ہے "
جوزف ۔" مگر اُس کام کے بیان کرنے سے پیشتر ہم آپ سے وعدہ لینا چاہتے ہین کہ آپ اُسکو راز سمجھ کے اپنے ہی تک رکھین اور کسی پر ظاہر نہ کرین "
یوشع ۔" مین نہین سمجھ سکتا کہ وہ کیا راز ہے ۔ مگر وعدہ کرتا ہون کہ کسی سے بیان نہ کرونگا "
جوزف ۔" آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے بادشاہ شیر دل رچرڈ کی بھانجی ورجنا مسلمانونکے جال مین پھنس گئی ۔ اُنھون نے اُس کو کچھ ایسا بہکا دیا کہ اب ہزار تدبیرین کیجائین اپنے مسیحی دین کو نہین قبول کرتی ۔ وہ یہین عکہ مین ہے ۔ بادشاہ کے حکم سے روز اُس پر چابک کوڑے پڑتے ہین اور ہر طرح کی تکلیف دیجاتی ہے لیکن وہ دین اسلام سے نہین توبہ کرتی ۔ اگر آپ اتنا احسان کرین کہ قائل معقول کر کے دین مسیحی کی خوبیان اُس کے دل مین مرتکز کرین تو ہم نہایت ممنون ہونگے "
یوشع ۔" تو اس مین راز کی کون بات ہے ؟"
جارج ۔" راز یہ ہے کہ اگر اُس نے خدا کے بیٹے کا دین اختیار کر لیا تو کیا کہنا ہے ۔ ہم آپ کو بادشاہ سے بھی ملائین گے ۔ اور اگر آپ کی نصیحتون نے اُس کے دل پر نہ اثر کیا اور یہ بات بادشاہ کے کان تک پہونچ گئی کہ آپ کی وہان تک رسائی ہو گئی تو ہم لوگون کے خون کا پیاسا ہو جائے گا "
یوشع ۔" نہین مین کسی سے ذکر نہ کرون گا ۔ اور مجھے تو یقین ہے کہ وہ دین اسلام

چھوڑ دیگی - لیکن یہ شرط ہے کہ کچھ سمجھدار ہو ۔"
جوزف ۔" آپ سمجھدار کہتے ہین حضرتؐ وہ بڑی عالمہ و فاضلہ ہے - کون علم ہے جسمین بخوبی دخل نہین ۔"
یوشع ۔" تو مین ذمہ کرتا ہون کہ بہت جلد اپنے خیالات سے توبہ کرے گی ۔"
جارج ۔" اچھا تو تکلیف کرکے آپ کل صبح کو میرے پاس آجایئے - اُسوقت مین روز جایا کرتا ہون کل آپ کو ہمراہ لے چلدون گا ۔"
یوشع ۔" بہتر - مین کل حاضر ہو نگا ۔" یہ کہکے جوزف اور یوشع جارج سے رخصت ہوے - دوسرے روز یوشع تڑکے ہی جارج کے ہان پہونچ گیا - یوشع نے کچھ ایسا اصرار کیا کہ جارج بہ نسبت معمول کے سویرے ہی شاہزادی ورجنا کے قیدخانے کو روانہ ہوا - راستے مین یوشع نے کہا " مگر ایک شرط ہے - آپ ذرا تھوڑی دیر کے لیے دوسرے کمرے مین رہیے گا - مین شاہزادی سے تنہا ملکے دیکھون گا کہ اُس کے اصلی خیالات کیا ہین آپ کے ہونے مین یہ خرابی ہوگی کہ وہ سمجھے گی یہ زبردستی قائل کرانے آئے ہین - اور شاید گفتگو ہی نہ کرے ۔"
جارج ۔" اور مین ہو نگا تو کیا وہ اپنے اصلی خیالات ظاہر کرے گی ؟"
یوشع ۔" آپ کا کام ہے کہ اُس پر ظلم اور زیادتی کرین - اگر میرے ساتھ آپکو بھی دیکھے گی تو ایک قسم کا دباو پڑجاے گا اور وہ اپنے اصلی خیالات نہ ظاہر کرے گی - مین آپ کو زیادہ تکلیف دونگا - صرف ایک گھڑی بھر آپ کو کسی دوسرے کمرے مین توقف کرنا ہوگا ۔"
جارج ۔" خیر اسمین کیا مضائقہ ہے - مین باہر صحن مین سپاہیون سے کھڑا باتین کیا کرون گا - آپ اندر چلے جائیے گا ۔"
یہی باتین کرتے ہوے دونون بلاکش ورجنا کے قیدخانے مین پہونچے - حسب قاعدہ سپاہیون نے جارج کی سلامی لی - یوشع سبقت کرکے صدر کمرے مین گیا - اور افسر باہر کھڑا ہو کے سپاہیون سے کچھ پوچھنے پاچھنے لگا -
جارج ۔" شاہزادی ورجنا آج رات کو کیسی رہی ؟"
سپاہی ۔" حضور ہم کو تو وہان تک جانے کی ممانعت ہے - مگر اتنا جانتے ہین کہ رات بھر بیتاب ہو ہو کے کراہنے اور رو رو کے دعا کرنے کی آواز آیا کی ۔"

جارج "ہان رات کو تو بڑی تکلیف رہتی ہوگی - کیونکہ عموماً صدمون اور مرضون کا قاعدہ ہے کہ رات کو ترقی کرجایا کرتے ہین"

سپاہی "کچھ عرض نہین کیا جاتا کہ کتنی بڑی سنگدلی کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہی ؟"

جارج "مجھ سے زیادہ ــــــ"

یوشع نے سامنے آکے اشارے سے بلایا - جارج لپک کے کمرے مین ہو رہا اور جاتے ہی پوچھنے لگا "کیے آپ کی نصیحتون نے کچھ اثر کیا ؟"

یوشع "نصیحتین کس پر اثر کرین ؟ بڑی دیر مین تو ورجنا کو ہوش آیا ہے - ان بیچاری کو اتنا دماغ کہان کہ اس حالت مین کسی امر پر غور کرسکین مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ شاہزادی صاحبہ کا یہ حال ہے - ان مین تو جواب دینے کی بھی طاقت نہین" ورجنا کی طرف دیکھکر اور ذرا اونچی آواز سے "شاہزادی صاحبہ - آپ نے افسوس عقل سے کام نہ لیا - اور اپنے ہاتھون خود بلا مین پھنس گئین"

ورجنا "اب تو پھنس گئی - اور خدا کے سامنے کے سوا اور کہین ان ظلمون کا بدلہ نہین چاہتی ہون"

یوشع "دین اسلام مین آپ نے کیا خوبیان پائین جو اُس کی ایسی دلدادہ ہین"

ورجنا "ہاے اس دین مین ہزارون خوبیان ہین اور مجھ مین ایک کو بیان کرنیکی بھی طاقت نہین"

یوشع - (جارج سے) "ان مین کچھ قوت ہو تو بحث کرسکین - آپ دیکھتے ہین یہ بحث کے قابل ہین ؟"

جارج "پھر کیا کیا جائے ؟"

یوشع "اگر یہ ممکن ہو کہ چند روز کے لیے ان کی سزا موقوف کردی جائے - اور ان کے زخمون کا علاج ہو تو البتہ وہ غرض حاصل ہوسکتی ہے جسکے لیے آپ مجھے لائے ہین"

جارج "یہ کیونکر ممکن ہے ؟ بادشاہ کے حکم کی مخالفت کرنیکی کون جراٴت کرسکتا ہی ؟"

یوشع "پھر مین مجبور ہون"

جارج "اچھا ایک بات ہے - یہ سپاہی تو میرے اختیار مین ہین آپ اخفاے راز کا وعدہ کرین تو ممکن ہے کہ مین کچھ روز ون سزا موقوف رکھون"

یوشع "میری طرف سے آپ خاطر جمع رکھین مگر یہان کوئی اور تو نہین آتا ہے ؟"

جارج ''نہین میرے سوا یہان کوئی نہین آسکتا۔ قطعی ممانعت ہے اور ہان سزا توخیر موقوف ہو جاے گی مگر علاج کا کیا بندوبست ہوگا۔ مین کسی ڈاکٹر کو نہ لاسکتا ہون اور نہ آنے دونگا''

یوشع ''آپ اسکی فکر نہ کیجیے''

جارج ''کیون کیا کسی اپنے دوست کو لاےئے گا؟ نہین یہ نہین ہو سکتا''

یوشع ''نہین۔ مین خود اس امر مین پورا کام کر سکتا ہون۔ مینے ڈاکٹری کے فن کو بہت محنت سے حاصل کیا ہے۔ اور خصوص جراحی کے کام کو بہت اچھی طرح کر سکتا ہون۔ بلکہ وعدہ کرتا ہون کہ پانچ چھہ روز مین بالکل اچھا کر دونگا''

جارج ''یہ خوب بات ہے۔ مگر آپ کو یہین رہنا ہوگا۔ مین اسکی اجازت نہین دیسکتا کہ آپ روز آئین جائین۔ یہان آدمی موجود ہین آپ جو دوا یا جو چیز منگوائینگے فوراً ملجائیگی لیکن اسطرح کہ جب تک شہزادی صاحبہ اچھی ہون آپ یہین رہین''

یوشع ''اس سے مجھے انکار نہین ہے۔ مگر سپاہیون کو حکم دیدیا جاے کہ میری اطاعت کرین۔ اور مین یہان شاہزادی صاحبہ کے قریب ہی رہونگا۔ افسوس انکا تو کوئی تیماردار بھی نہین۔ سب کام مجھی کو کرنا پڑے گا۔ مگر اس مین فائدہ بھی یہ ہوگا کہ اتنے دنون کی صحبت مین مین انہین اعتقاداً ٹھیک کرلونگا''

جارج ''بہتر۔ تو اب مین جاتا ہون۔ کل اسی وقت آؤنگا'' یہ کہکے جارج نے سپاہیون کے سرگروہ کو بلا کے حکم دیا کہ ''یوشع صاحب یہان رہین گے۔ تم سب کو ان کی اطاعت کرنا چاہیے۔ خبردار کوئی بات خلاف نہو۔ اگر مین نے شکایت سنی تو تم جانوگے۔ دوسرے یہ کہ یہان جو کچھ ہو اسکی خبر کسی کو کانون کان نہ ہو۔ ورنہ تم سب کو بہت سخت سزا دیجائیگی''

سپاہی ''ہم بھلا حضور کے حکم کے خلاف کر سکتے ہین؟ آپ کسی امر مین ہماری شکایت نہ سنین گے''

جارج یوشع سے اور اُسکے بعد شاہزادی ورجنا سے رخصت ہو کے چلا گیا۔ اور یوشع ورجنا کے علاج مین مشغول ہوا اُس نے دوائین منگوائین۔ زخمون کو دھویا اور دوا لگا کے بندش کر دی۔ اور آرام سے بیٹھ کے حروش اور بلاکش ورجنا کی دلدہی کرنے لگا۔

سترہواں باب
تدبیر نجات

پیاری حور طلعت ورجنا کے زخم اچھے ہو گئے ہین اور یوشع کے سحر نما علاج نے کل تکالیف
دفع کر دی ہین۔ اپنے قید خانے مین آرام سے بشاش اور خوش خوش بیٹھی ہوئی ہے
کہ یوشع سامنے آیا اور خندہ جبینی کے ساتھ کہنے لگا "شاہزادی صاحبہ اب آپ اچھی ہو گئین
مگر مجھے خوف ہے کہ پھر وہی بلائین آپ پر نازل نہ ہو جائین۔ انسان کو اپنے بچانے کی ضرور
تدبیر کرنا چاہیے"

ورجنا "پھر مجھسے تو یہ نہ ہو گا کہ جس مُنھ سے خدا کو ایک کہا ہے اُسی منہ سے تین کہون"
یوشع۔ (باہر صحن کی طرف دیکھکر جہان قریب ہی چند سپاہی ٹہل رہے تھے) "دین عیسوی
کیسا برحق دین ہے! اُس نے کس زور و شور سے دنیا کے اکثر ممالک مین ترقی کی!۔
خدا نے اُس کی کیسی مدد کی۔ مجھے حیرت ہی کہ آپ یہ سب باتین دیکھتی ہین اور اُس دین کو
نہین قبول کرتین!"

ورجنا "مجھے تو جو خوبیان دین اسلام مین نظر آتی ہین کسی دین مین نہین نظر آتین!"
یوشع "اچھا یون نہین تو یونہین صرف دکھانے کے لیے ظاہر مین مان لیجیے۔ ان عذابون سے
کسی طرح چھٹکارا تو ہو"

ورجنا "مجھے اس قسم کے دغا اور فریب سے نفرت ہے"
یوشع "ہر امر کا ایک موقع ہوا کرتا ہے۔ اسوقت یہی موقع ہی۔ پھر آگے چل کے
سمجھا جائے گا"

ورجنا "نہین یہ مجھسے نہ ہو گا"
یوشع "اچھا آپ کا مین نے علاج کیا ہے۔ خدمت کی ہے۔ اِسکو آپ کسی قسم کا احسان
تسلیم کرتی ہین؟"

ورجنا "بیشک یہ آپ نے مجھ پر احسان کیا"
یوشع "تو اِس احسان کا معاوضہ یون ادا کیجیے کہ میری خاطر سے کہدیجیے کہ آپ نے دین
مسیحی کو پھر اختیار کر لیا"

ورجنا ”دل تو نہین گوارا کرتا مگر خیر مین کہدون گی“

یوشع ”تو اب اسوقت وہ افسر آتا ہوگا۔ آپ آنکے سامنے ابھی تو پورا اقرار نہ کیجیو گا مگر کسی قدر میلان اس دین کی طرف دکہا ئیے“ مین چاہتا ہون کہ خود شاہ پیدرو کے سامنے آپ سے دین مسیحی کا اقرار کراؤن۔

ورجنا ”اس سے کیا فائدہ؟“

یوشع ”آپ کو کیا۔ میری تو کوئی غرض ہے!“

ورجنا ”بہتر۔ یہی سہی“ ”(مسکراکر)“ تو مجھے پھر عیسائی بننا پڑے گا؟ لیکن دیکھیے اگر آپ نہ کہتے تو مین ہرگز اس بات کو نہ گوارا کرتی“

تہوڑی دیر تک یوشع اور ورجنا مین باتین ہوتی رہین کہ اتنے مین حراست کرنے والے سپاہیون نے کسی کی سلامی لی۔ یوشع نے اُٹھ کے دیکھا تو جارج نظر آیا جو ورجنا کی نگرانی پر مامور تھا۔ جارج سیدہا قیدخانے مین آیا۔ یوشع سے صاحب سلامت ہوئی۔ اور ورجنا کی مزاج پرسی کرنے لگا۔

یوشع ”اب تو خدا کے فضل سے شاہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین“

جارج ”یہ بتائیے کہ آپ نے ابھی کیا کارگذاری دکہائی؟“

یوشع ”یہ میری کارگذاری نہین ہے کہ شاہزادی صاحبہ کو اس قدر جلد اچھا کردیا؟“

جارج ”مگر جس ضرورت سے آپ نے انہین اچھا کیا ہے اُس بارے مین کیا کارروائی ہوئی؟“

یوشع ”وہ بھی ہوجائے گا۔ کسیقدر تو انکے دل پر اثر ہوا ہے۔ مگر ابھی اچھی طرح مین کامیاب نہین ہوا۔ کیون شاہزادی صاحبہ اب مذہب کے بارے مین آپکے کیا خیالات ہین؟“

ورجنا ”ابھی تک تو مین دین اسلام کو کچھ برا نہین سمجھتی۔ ہان آپ کی باتون سے یہ البتہ مجھے ماننا پڑا کہ ہمارا قدیم عیسوی مذہب بھی برا نہ تھا“

جارج ”(خوش ہوکر)“ بیشک یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہماری شاہزادی صاحبہ کے خیالات کسی قدر پلٹے“

یوشع ”خیالات کیا پلٹے۔ آپ دیکھیے گا کہ سچے دل سے یہ ہمارے دین کی پابند

اور خدا کی سچی فرمانبردار ہونگی - مگر اس بارے مین مجھے آپ سے کچھ پوشیدہ کہنا ہے "
جارج "مین بسر و چشم حاضر ہون" (الگ جاکر) "آپ ہمارے دین کے بڑے فاضل اور ایک مرکن رکین ہین - تمام مسیحیون کو آپ کی قدر کرنا چاہیے - جو کچھ ارشاد فرمانا ہو فرمایے "
یوشع " یہ تو آپ جانتے ہین کہ مین بڑی کوششون سے شاہزادی ورجنا کو رہ راست پر لایا ہون اور آپ کے فرمانے کے بموجب اس راز کے مخفی رہنے مین بھی مین نے کوشش کی - ایک بات کی مین بھی درخواست کرتا ہون اور امید ہے کہ آپ قبول کرینگے "
جارج " فرمایے حتے الامکان مین آپ کی غرض پوری کرون گا "
یوشع " کوئی دشوار بات نہین ہے - مین بس یہ چاہتا ہون کہ آپ شاہ رچرڈ کو رپورٹ کرین کہ ایک شخص بلکہ میرا نام لکھ دیجیے - دعوے کرتا ہے کہ شاہزادی ورجنا کو قائل کرکے پہر دین عیسوی پر لے آسکے گا - مگر اسکی کچھ شرطین ہین جو حضوری سے تنہائی مین عرض کرنا چاہتا ہے -
جارج - (ذرا تامل کرکے) " یہ کوئی مشکل بات نہین ہے - مین آج ہی رپورٹ کردون گا - مگر آپ کی وہ شرطین کیا ہین ؟ "
یوشع " یہ آپ نہ پوچھیے - ان باتون کو مین خود بادشاہ ہی کی خدمت مین عرض کرونگا - خود ورجنا کی خواہش کے بموجب مین نے وہ شرطین قرار دی ہین "
جارج " خیر مین اُن کے ظاہر کرنے کی آپ کو نہ تکلیف دون گا "
یوشع " اب شاہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین - اس امر مین بھی مجھے اطمینان ہوگیا ہو کہ اپنے قدیم مذہب کو قبول کرلین گی "
جارج " مگر مجھے اس باب مین ابھی پورا اطمینان نہین ہے "
یوشع " جی نہین - آپکو نہین معلوم - مین دم بھر مین خیالات بدل دون گا - آپ مہربانی کرکے یہ رپورٹ کر دیجیے اور مین آج ہی رملہ کو روانہ ہوتا ہون - بلکہ آپ یہ بھی لکھدین کہ مین حضوری کی غرض سے رملہ کو روانہ ہوا ہون تو اور احسان کرین - وہان بادشاہ سے ملون گا - اور شاہزادی صاحبہ کو وہان طلب کرا کے مباحثہ کرونگا - غالباً حضور شاہ رچرڈ مجھسے کچھ خوش ہون اور میرے لیے کوئی بہبود کی صورت نکل آئے "

جارج " بہتر - آپ جائیے - مگر آج ہی جائیے گا ؟ اتنی جلدی ! اور شاہزادی صاحبہ کو اور اچھا ہو لینے دیجیے "

یوشع " اب وہ اچھی ہین - مگر ایسا نہو کہ آپ پھر سزا دہی شروع کردین - اب اگر آپ کوڑی لگائین گے تو گنہگار ہون گے "

جارج " مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بادشاہ شاہزادی صاحبہ کو صحیح و سالم دیکھ کے مجھ سے ناراض نہو "

یوشع " ان سب امور مین آپ کو اطمینان دلاتا ہون - اور بادشاہ کو اس خوشی مین کہ ورجنا نے پھر اپنا مذہب اختیار کر لیا ان باتون کا خیال بھی نہ گذرے گا "

جارج " اب چاہے جو ہو مگر مجھ سے خود نہو سکے گا کہ روز کوڑے لگایا کرون "

یوشع " تو اب مین جا کے شاہزادی صاحبہ سے رخصت ہونگا اور آپ سے بھی رخصت ہوتا ہون - کیونکہ اب مین عکہ مین نہین ٹھہر سکتا "

جارج " تو آپ کو اس قدر جلدی کا ہے کی ہے ؟ "

یوشع " مجھے بہت جلدی ہے - اب مجھ سے نہین دیکھا جاتا کہ ایک مسیحیہ عورت بیجرم قید خانے کی تکلیفین اُٹھائے "

جارج " اچھا تو آپ تشریف لیجائیے - اور مین اسی وقت جا کے بادشاہ کی خدمت مین رپورٹ کرتا ہون "

اب دونون شاہزادی ورجنا کے پاس گئے -

ورجنا " (مسکرا کے) مشورہ کر آئے ؟ کس امر مین مشورہ کرتا تھا ؟ "

یوشع " شاہزادی صاحبہ مشورہ کیسا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون "

ورجنا " (متحیر ہو کر) رخصت ! تو کیا اب آپ تشریف لے جائین گے ؟ ہائے یہان کی تنہائی پھر میرے حق مین عذاب ہو جائے گی - کیا اب ملاقات نہوگی ؟ "

یوشع " اب مین آپ کو بادشاہ کے سامنے ملون گا - یہان جسقدر خدمت مجھ سے ہو سکی مین نے کی - اب خدا کی عنایت سے آپ تندرست ہین - میری کچھ ضرورت نہین - صرف آپ کو اتنی تکلیف دونگا کہ آپ میری خاطر سے ہمارے شیر دل بادشاہ رچرڈ کے سامنے چلی آئین "

ورجنا ”بادشاہ کے سامنے جانے سے میرا دل بھاگتا ہے - میری صورت دیکھکر اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آئے گا“
یوشع ”نہین اب ایسا نہوگا - آپ میری خاطر سے اُن کے سامنے جانا منظور کرلیجیو“
ورجنا ”مجبوراً منظور ہی کرون گی - مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ وہان مجھے اپنا شوق نہین آپ کی محبت لے جائیگی“
یوشع ”اسکی نسبت مین آپ کا شکر گذار ہون - خیر تو اب رخصت ہوتا ہون“
ورجنا نے حسرت و اندوہ کے ساتھ اپنے چند روز کے رفیق اور دوست یوشع کو رخصت کیا - دونون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور دونون ایک دوسرے کو حسرت کی نظر سے دیکھنے لگے - یوشع نے جاتے وقت مُلک شام کی رسم کے موافق ورجنا کا ہاتھ چوم لیا اور جارج کا ہاتھ پکڑکے صحن مین اُترا اور دروازے سے نکلا چلا گیا -
راستے ہی مین یوشع جارج سے رخصت ہوا - اور چلتے وقت پھر تاکید کر گیا کہ پررٹ آج ہی روانہ ہوجائے -

---

اٹھارھوان باب

رسائی

ساحل رملہ پر سیکڑون انگریزی جہاز قطار در قطار فوجی قاعدے سے لنگر افگن ہین ہوا چل رہی ہے - اور انکی خوشنما جھنڈیان جن پر یورپ مین سلطنتون کے مختلف معرکے بنے ہین لہرا لہرا کے عجب دلفریب بہار دکھا رہی ہین - آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے اور ان جہازون کا سایہ متلاطم موجون پر ہوتا ہوا خشکی کے کنارے تک آیا ہے - اور وسعت کے ساتھ پھیلا ہے - چڑیان یہ بہار دیکھنے کے لیے خشکی سے اُڑ اُڑکے سمندر پر گئی ہین اور ادھر اُدھر مستولون پر اُڑ اُڑکے بیٹھتی ہین - ان طیور مین سے بہت سے شام ہوتے دیکھکر بسیرے کے خیال مین جہازون پر سے اُڑے ہین اور فضا کے دور مین چکر لگاتے ہوئے خشکی کیطرف بڑہتے چلے آتے ہین -
خشکی پر اُس میدان مین جو شہر رملہ کے داہنے جانب واقع ہے ہزارون خیمے نصب ہین - اور بیچ مین مجاہدین یورپ کا صلیبی جھنڈا گڑا ہوا ہے جسپر ایک بہت بڑا پھریرا آخر وقت کی

ٹھنڈی ٹھنڈی اور ہلکی ہلکی ہوا مین اُڑ رہا ہے - جا بجا سمندر کے کنارے اکثر یورپین سپاہی کھڑے باتین کر رہے ہین - اور اس وقت کے خوش گوار سمان سے لطف اُٹھا رہے ہین - عین جھنڈے کے نیچے شاہی خیمہ ہو جس کے آگے کرسیان پڑی ہین اور شاہ رچرڈ اپنے مصاحبون اور سردار ان فوج کے جھرمٹ مین بیٹھا ہوا ہے -

رچرڈ " لڑائی روز بروز طول کھینچتی جاتی ہے اور یکسوئی کی کوئی صورت اسوقت تک نہین نظر آتی "

ایک افسر " کئی باتون نے ہمین مجبور کر دیا - اِدہر تو موسم خراب آ گیا - اور اُدہر اس سرزمین کی آب و ہوا ہمارے ہموطنون کے بالکل خلاف پڑی - ہماری فوج کے لوگ روز بروز بیمار پڑتے جاتے ہین "

رچرڈ " اور لڑائی کی یہ کیفیت ہے کہ ہمین بلاد سواحل سے آگے بڑہنے کا موقع ہی نہین ملتا - خشکی مین ہم دس میل بھی قدم بڑہا کے نہین جا سکتے - ان شہرون کی لڑائیون مین بھی ہم پوری طرح کامیاب نہین ہو سکے - اور آگے جب بڑہے ہمین زک ہوئی - علاوہ برین وہان ہمین رسد فراہم کرنے مین کسی طرح کامیابی نہین ہوتی "

ایک شامی عیسائی " حضور آگے بڑہنے مین بڑی دقتین ہین - مگر اتنی جوانمردیان دکھا کے اور اتنی جانین تلف کر کے بیکار بیٹھ رہنا کسی طرح نہین مناسب ہے - بہت بڑی بدنامی ہو گی - اب آپ کو بیت المقدس کی طرف بڑہنا چاہیے "

رچرڈ " مین اسی فکر مین ہون کہ بیت المقدس کی طرف کیونکر بڑہون - اچھا تم نے تو اُس شہر کو دیکھا ہو گا - ذرا میرے سامنے اُس کا نقشہ کھینچو - دیکھون کہ اس شہر کے محاصرے مین ہم کو کیا تدبیر کرنا چاہیے "

شامی عیسائی نے بیت المقدس کا نقشہ کھینچ کے شاہ رچرڈ کے سامنے پیش کیا - اور بتانے لگا کہ اس طرف یہ وادی ہے ادہر یہ صحرا ہے اور اسطرف یہ پہاڑی ہے اس طرف جنگل ہے -

رچرڈ - (شمال کی طرف اشارہ کر کے) " اور اس طرف کیا ہے ؟ "

---

* جس قدر لڑائیان لڑا سب بندرگاہون ہی پر محدود تھین - صلاح الدین نے کسی طرح خشکی مین اُسے نہ بڑہنے دیا - یہ مجبوری شاہ رچرڈ نے آخر کو خود اپنی زبان سے ظاہر کی - دیکھو ابن اثیر -

PLEASE SEE THIS

دلگداز کی مکمل جلد بابت ۱۹۰۸ء

چونکہ ملک نے بہت بڑا اشتیاق ظاہر کیا اس لیے مجبوراً اگرچہ
دلگداز کے گذشتہ نمبر بابت ۱۹۰۸ء بالکل نہیں رہے تھے پوری
جلد از سر نو چھپوائی گئی۔ پریس سے نکلنے کے پیشتر ہی باوجود اسکے
کہ اشتہار بھی نہیں دیا گیا تھا ساٹھ سے زیادہ درخواستیں محض خط
وکتابت کے ذریعہ سے آگئیں۔ درخواستیں فوراً آئیں
ورنہ ہمیں ندامت ہوگی۔ متفرق پرچے کسی صاحب کو نہ دئیے
جائیں گے۔ ابھی یہ جلد زیر طبع ہے۔ یکم اگست کو پوری مرتب
ہوجائے گی۔ اس لحاظ سے جن حضرات کی نقد درخواستیں
یکم اگست سے پہلے آئیں گی اُن کو ایک روپیہ کو اور اسکے بعد
درخواست کرنے والوں کو جلد سوا روپیہ کو مل سکے گی۔ اسوقت
جو درخواستیں آئیں گی وہ سب جمع رکھی جائیں گی اور یکم
اگست کو اکٹھا جلدیں روانہ کردی جائیں گی۔ درخواستیں
ہر حال میں نقد آئیں۔ ویلیو پے ایبل مانگنے والوں سے محصول
لیے جائیں گے۔ یہ جلد ہمارے ایک معزز دوست نے
چھپوائی ہے لہذا دلگداز کے حساب میں اس کا حساب
شامل نہ ہوگا۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز